خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف صحابہ کو انفرادی طور پر بعض دعائیں دینے کا ایمان افروز تذکرہ

انڈونیشیا کی سرزمین پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پہلا خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۳؍جون ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۳؍احسان ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام مسجد الہدایۃ یوگ یکارتہ (انڈونیشیا)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً . اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ . وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾۔

(سورۃ الاعراف آیات ۵۶،۵۷)

اپنے ربّ کو عاجزی کے ساتھ اور مخفی طور پر پکارتے رہو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اُسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ عَلِیٍ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ کَاهِلٍ۔ یہ حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ قبیلہ بنی کاھل کے ایک شخص ابو علی سے مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے بیان کیا کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ شرک سے بچو کیونکہ یہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی خفی تر ہے۔ کسی شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم شرک سے کیسے بچ سکتے ہیں جبکہ وہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی خفی تر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم یہ دعا کرو اے اللہ ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم جانتے بوجھتے ہوئے کسی چیز کو تیرا شریک ٹھہرائیں۔ نیز ہم لاعلمی میں شرک کرنے سے بھی تیری پناہ مانگتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل ۔ مسند الکوفیین)

ایک حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے جو صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے موقع پر تشریف لائے تو ان کی آنکھیں کھلی تھیں۔ آپؐ نے ان کی آنکھیں بند کیں۔ یہ جو سنت ہے جنازے کی آنکھیں بند ہونی چاہئیں یہ اسی وقت سے چلی ہوئی ہے اور پھر جو لوگ اس موقع پر واویلا کر رہے تھے ان کو فرمایا: یہ وقت دعاء خیر کا ہے کیونکہ فرشتے بھی اس وقت دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔ پھر آنحضور ﷺ نے یہ دعا کی: اے اللہ! ابو سلمہ کو بخش دے اور اس کے درجات ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند کر اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں اچھے جانشین بنا اور اے رب العالمین! اسے اور ہمیں بخش دے۔ اس کی قبر کو کشادہ کر دے، اس میں اس کے نور پیدا فرما۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز)

ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے جو سنن ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ نزع کی حالت میں تھے۔ آپؐ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی تھا۔ حضور ﷺ اپنا دست مبارک پیالہ میں ڈالتے پھر پانی اپنے چہرہ مبارک پر لگاتے، پھر دعا کرتے کہ اے اللہ موت کی مدہوشیوں کے خلاف میری مدد فرما۔ (سنن ابن ماجہ ۔ کتاب ماجاء فی الجنائز)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دعا کرتے سنا جبکہ آپؐ میری گود کا سہارا لے کر لیٹے ہوئے تھے اور آپ یہ دعا کر رہے تھے: اے اللہ! مجھے بخش، مجھ پر رحم کر اور مجھے اعلیٰ ساتھی سے ملا دے۔ (صحیح بخاری کتاب المرضیٰ)

ایک دوسری حدیث بخاری کتاب الدعوات میں درج ہے کہ ابن شہاب سے مروی ہے کہ انہیں سعید بن مسیّب اور عروہ بن زبیر نے بتایا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ کسی نبی کی روح قبض نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے۔ پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ چاہے تو خدا اس کی یہاں زندگی لمبی کر دے، چاہے تو واپس چلا جائے۔ پھر جب آپ کا آخری وقت آیا جبکہ حضور ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو حضور ﷺ پر غشی طاری ہوئی، پھر کچھ افاقہ ہوا تو آپؐ نے چھت کی طرف نظر اٹھا کر کہا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰی، اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس پر میں نے دل میں کہا کہ پھر آپ ہمیں تو اختیار نہیں کریں گے یعنی جب اپنے رفیق اعلیٰ سے ملیں گے تو پھر ہمیں کیوں پوچھیں گے۔ بہر حال حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آخری کلمات آپؐ کی زبان مبارک سے یہی نکلے تھے اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰی، اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰی۔

ایک ترمذی کتاب المناقب میں روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ خریدنے کی رات میرے لئے پچیس بار استغفار کیا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جس سفر کے دوران آنحضور ﷺ نے حضرت جابر سے اپنے لئے اونٹ خریدا تھا۔ حضرت جابر کے لئے دعا کی پچیس دفعہ کہ اللہ ان کو معاف فرما دے۔

ایک صحیح بخاری میں کتاب اللباس میں یہ حدیث سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مروی ہے حضرت ابو ہریرہ سے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میری امت کے ستر ہزار لوگ جن کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہونگے جنت میں داخل ہونگے۔ ستّر ہزار سے مراد exactly ستّر ہزار نہیں بلکہ بہت بڑی تعداد مراد ہے۔ حضرت عکاشہ بن محصن اسدی جو آنحضرت ﷺ کے بیٹھنے کے لئے چمڑا اٹھائے رکھتے تھے۔ حضرت عکاشہ کا ذکر آتا ہے کہ ان کی عادت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کے لئے ہر وقت ایک چمڑے کا گدا ساتھ رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے بنا دے۔ آپؐ نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ۔ اے اللہ اسے بھی ان میں سے کر دے۔ اس پر ایک اور شخص انصار میں سے اٹھا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے لئے بھی یہی دعا کریں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا۔

یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت تھی کہ اگر کسی کو پہلے خیال آ گیا کسی بات کا اور دوسرے نے اٹھ کے کہنا شروع کر دیا کہ میرے لئے بھی، پھر تیسرا اٹھ جائے کہ میرے لئے بھی تو اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جس کے دل میں خدا نے پہلے خیر ڈالی دی

وہ سبقت لے گیا۔ تو صرف عکاشہ کو دعا دی دوسرے کھڑے ہونے والے کو وہ دعا نہ دی۔

اسی طرح بعض اور صحابہ کا ذکر بھی ملتا ہے جنہیں حضور اکرم ﷺ نے خاص طور پر دعا دی ان میں سے ایک حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ یہ حدیث صحیح مسلم سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے ابو عامرؓ کو ایک لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور اسے اوطاس ایک قبیلہ تھا مخالف، اس کی طرف روانہ کیا۔ دُرَید بن صِمّہ سے ان کا مقابلہ ہوا۔ دُرَید مارا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو بھی شکست دی۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی ابو عامر کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ ابو عامر کے گھٹنے میں ایک تیر لگا جسے جُشَمی قبیلہ کے کسی آدمی نے مارا تھا۔ وہ تیر آپ کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا۔ میں یعنی ابو موسیٰ ان کے پاس گیا اور پوچھا اے چچا آپ کو کس نے تیر مارا ہے۔ انہوں نے اشارے سے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ وہ سامنے جو آدمی کھڑا ہے وہ میرا قاتل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس قاتل کی طرف لپکا۔ جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے کہا او بے شرم اب کھڑا کیوں نہیں ہوتا۔ اس کو جب یوں غیرت دلائی تو وہ کھڑا ہو گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے حملہ کیا اور اللہ کے فضل سے میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر کو آکر بتایا کہ اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا اب اس تیر کو نکالو۔ میں نے تیر نکال دیا اور اس جگہ سے پانی نکلنے لگا۔ مطلب ہے ادلا ہوا پانی معلوم ہوتا ہے وفات کا وقت قریب تھا اور پورا خون نہیں نکلا۔ آخری بات انہوں نے کہی اے میرے بھتیجے حضرت نبی اکرم ﷺ کو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ میں واپس لوٹا اور حضور ﷺ کے گھر حاضر ہوا۔ آپؐ موٹے بان کی چارپائی پر جس پر کپڑا ڈالا گیا تھا بیٹھے تھے اور آپؐ کی پیٹھ اور پہلوؤں پر رسیوں کے نشان تھے۔ میں نے آپ کو فتح پانے اور ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کی خبر دی اور عرض کیا کہ آخری بات انہوں نے یہ کی تھی کہ آنحضورؐ نے میرے لئے بخشش کی دعا کی درخواست کرنا۔ پھر آپؐ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِی عَامِرٍ ۔ مطلب ہے، اے اللہ تو اپنے بندے ابو عامر کی مغفرت فرما۔ (صحیح مسلم کتاب تفسیر القرآن باب غزوۃ اوطاس)

انصار کے لئے خصوصیت سے سنن الترمذی سے یہ دعا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے سب انصار کو دعا دیتے ہوئے یہ فرمایا: اے اللہ انصار کو، ان کے بیٹوں کو، ان کے پوتوں، نواسوں کو اور ان کی عورتوں کو بخش دے۔ (سنن ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل الانصار و قریش)۔ صحابہ چونکہ بہت احتیاط کیا کرتے تھے کہ کوئی لفظ بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف زائد منسوب نہ کریں۔ اس لئے اس بارہ میں ایک راوی اپنے شک کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ نے پوتوں اور پڑپوتوں کے لئے بھی دعا کے لئے کہا تھا کہ نہیں۔

صحیح مسلم سے یہ روایت لی گئی ہے عبداللہ بن فضل روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا حرّہ مقام پر جو تکلیف مجھے پہنچی اس پر میں غمگین تھا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پتہ چلا کہ ان کا بھائی اس طرح دکھ میں مبتلا ہے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا ان کو بتائی۔ وہ دعا یہ تھی: اے اللہ انصار کو بخش دے اور انصار کی اولاد کو بھی۔ یہاں ابن الفضل کو شک ہے کہ آپؐ نے انصار کے پوتوں کے لئے بھی دعا کی تھی یا نہیں۔ (صحیح مسلم کتاب التفسیر)۔ تو روایتوں میں صحابہ اس قدر احتیاط کیا کرتے تھے ماشاء اللہ۔

ایک روایت صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو صرف ایک شخص سعد بن مالک کے لئے اپنے والدین کا اکٹھا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے۔ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ نے سعد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: سعد تیر چلا، میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی) یہ عرب محاورہ ہے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے ماں باپ پر تو ساری دنیا فدا ہو۔ مگر حضور اکرمؐ نے ایک دفعہ سعد کو یہ دعا دی تھی اور یہ برکت کی دعا ہے۔ اس کا مطلب لفظی ترجمہ مراد نہیں لینا چاہئے کہ واقعتاً ماں باپ فدا ہوں کیونکہ آپ تو بہت پہلے خدا کو پیارے ہو چکے تھے۔

ایک روایت میں عبداللہ بن ابی عوفی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب بھی کوئی قوم صدقات لے کر آتی تو آپ دعا دیتے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ کہ اے اللہ! فلاں کی آل پر بھی فضل فرما۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب صلاۃ الامام و دعائه لصاحب الصدقة)

ایک اور روایت ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے اوپر کپڑا ڈالا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص لوگ ہیں ان سے رجس کو دور کر دے اور انہیں اچھی طرح پاک فرما دے۔ (سنن ترمذی کتاب المناقب)

ایک صحیح بخاری میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق خصوصی دعا کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دن کے ایک حصہ میں باہر نکلے اور آپؐ نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور نہ ہی میں نے آپ سے کچھ عرض کیا یہاں تک کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں پہنچے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے صحن میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا بچے ادھر آؤ، بچے ادھر آؤ۔ حضرت فاطمہؓ کو کسی وجہ سے دیر لگی۔ میں نے سمجھا کہ وہ اسے کوئی ہار وغیرہ پہنا رہی ہوں گی یا نہلا رہی ہوں گی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ تیزی سے آئے اور حضرت امام حسن کو گلے سے لگا لیا اور پیار دیا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَحْبِبْهُ وَحِبَّ مَنْ یُحِبُّهٗ اے اللہ! اس سے محبت کر اور ان لوگوں سے بھی محبت فرما جو اس سے محبت کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع)

بخاری کتاب الادب میں حضرت اسامہ بن زید کی یہ روایت درج ہے۔ حضرت اسامہ ابھی بہت چھوٹے بچے تھے کہ آپؐ نے ان کو پکڑ کر اپنے ایک زانو پر بٹھا لیا اور دوسرے پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایسا کئی بار ہوا۔ آپؐ ہم دونوں کو اپنے سینے سے چمٹا لیتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَاِنِّی اَرْحَمُھُمَا۔ اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان سے بہت شفقت کا سلوک کرتا ہوں۔

سنن ترمذی میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابو عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت درج ہے کہ آنحضور ﷺ نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔

(سنن ترمذی کتاب المناقب)

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی بھوک اور فاقوں سے ایسے بدحال ہوئے کہ سماعت اور بصارت بھی متاثر ہو گئی۔ ہم نے اس انتہائی غربت کے عالم میں صحابۂ رسول ﷺ سے مدد چاہی مگر کوئی بھی ہمیں مہمان بنا کر اپنے گھر نہ ٹھہرا سکا۔ اس پر ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور کے پاس تین بکریاں تھیں۔ آپؐ نے فرمایا ان بکریوں کا دودھ دوہ لیا کرو۔ ہم چاروں پی لیا کریں گے اور اس طرح گزارہ ہونے لگا۔ اور ہم اپنے حصے کا دودھ پی کر رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ رکھ لیا کرتے تھے۔ آخر پر آپؐ تہجد کے بعد اس طرف بڑھتے تھے جہاں آپ کے لئے دودھ کا گلاس رکھا ہوتا تھا اور دودھ پی لیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دن میرے دل میں شیطان نے یہ خیال ڈال دیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس دودھ کی کیا ضرورت ہے جبکہ آپکی خدمت میں بے شمار تحفے پیش ہوتے رہتے ہیں تو کیوں نہ میں ہی سارا دودھ پی لوں۔ اس حرکت کے بعد کہتے ہیں میں اتنا شرمندہ ہوا کہ میری نیند اڑ گئی اور میں نے چادر اوڑھ لی اور انتظار کرتا رہا کہ دیکھیں رسول اللہ ﷺ کب تشریف لاتے ہیں۔ شاید وہ میرے لئے بددعا کریں یہ دیکھ کر کہ میں ان کے حصہ کا دودھ بھی پی گیا ہوں۔ جب حضورؐ تہجد کے بعد تشریف لائے، اور برتن سے ڈھکنا اٹھایا تو اس میں کوئی دودھ نہیں تھا۔ اس پر کہتے ہیں میں ڈرا کہ اب رسول اللہ ﷺ میرے لئے بددعا کریں گے مگر آنحضور ﷺ نے صرف یہ دعا کی کہ اے اللہ جو مجھے کھلائے تو بھی اس کو کھلا جو مجھے پلائے تو خود

اس کو بھی پلا۔

اس کے بعد یہ دوڑتے ہوئے ان بکریوں کی طرف گئے کہ دیکھیں ان میں کوئی دودھ ہے کہ نہیں تو حیرت زدہ رہ گئے کہ تینوں بکریوں کے تھنوں میں پوری طرح دودھ اترا ہوا تھا۔ کہتے ہیں اس پر میں نے دودھ کا برتن لیا اور دوبارہ ان بکریوں کو دوہا تو پورا برتن اسی طرح بھر گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ سمجھے کہ شاید کسی نے بھی دودھ نہیں پیا تھا تو آپ نے ان سے کہا کہ تمہارے ساتھی بھی بغیر دودھ پیئے سو گئے ہوں گے ان کو بھی پلاؤ۔ مگر رسول اللہ ﷺ کو میں نے ٹال دیا اور جو کچھ دودھ بچا تھا وہ سارا میں نے خود ہی پی لیا۔

یہ ایک لمبی حدیث ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے لئے کتنی قربانی کیا کرتے تھے اور بعض ان میں سے اس سے پھر بھی سبق نہ سیکھ سکے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ان سب کے لئے دودھ اپنا تبرک بنا دیا تھا اس نے باقی دو ساتھیوں کو نہ دیا اور وہ بھی آپ ہی پی گیا۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الاشربه باب اکرام الضیف وفضل ایثار)

ایک روایت حضرت عوف بن الحارث کی مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت عوف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو اپنی بیویوں سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد جو شخص بھی تم سے نرمی اور ملاطفت کا سلوک کرے گا وہ یقیناً سچا اور پاکباز ہوگا۔ کیونکہ حضرت عوف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ عادت تھی کہ آنحضور ﷺ اور آپؐ کے عیال کی خدمت کیا کرتے تھے اس لئے آپ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دعا کی کہ اے اللہ عوف کو جنت میں میٹھے چشمے والے پانی سے سیراب کر۔ (مسند احمد۔ باقی مسند الانصار)

ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ دعا کی: اللہ ابو بکر پر رحم فرما اس نے اپنی بیٹی کی مجھ سے شادی کی اور دارالہجرت کی طرف مجھے ساتھ لے کر گیا اور اس نے بلال حبشی کو اپنے ذاتی مال کے ذریعہ آزاد کرایا۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ کے لئے بھی دعا کی اور یہ کہا کہ وہ ہمیشہ حق بات کہا کرتا ہے خواہ کڑوی ہی ہو.........۔ پھر حضرت عثمانؓ کے لئے بھی دعا کی اور کہا عثمان پر رحم فرما اس سے تو فرشتے بھی حیا محسوس کرتے ہیں۔ فرشتوں کی حیا سے مراد یہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب بے تکلفی سے لیٹے ہوتے تھے اور پنڈلی تھوڑی سی ننگی ہوتی تھی تو حضرت عثمان کے آنے پر اس کو ڈھانپ لیا کرتے تھے کیونکہ حضرت عثمان کی طبیعت بڑی حیا والی تھی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ان الفاظ میں دعا کی کہ اے اللہ علی پر بھی رحم فرما۔ اے اللہ جدھر بھی وہ ہو تو حق کو اس کی طرف کر دے۔ (ترمذی کتاب المناقب)

ایک روایت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے جب وفد عبدالقیس آیا۔ ان میں سے ایک شخص نے بدزبانی کی اس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اٹھو اور ان کی بات کا جواب دو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت عمدہ طریق پر، احسن طریق پر ان کو جواب دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر کو یہ دعا دی یَآ اَبَابَکْرٍ اَعْطَاکَ اللّٰہُ الرِّضْوَانَ الْاَکْبَر۔ اے ابو بکر تجھے اللہ رضوان اکبر عطا فرمائے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ رضوانِ اکبر کیا ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب اللہ اپنے بندوں کے لئے عام تجلی ظاہر فرمائے گا تو ابو بکر کے لئے خاص تجلی ظاہر فرمائے گا۔ (المستدرك۔ کتاب معرفة الصحابة۔ مناقب ابی بکر)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر یہ دعا کرتے ہوئے تین بار ہاتھ رکھا۔ اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْ مَا فِی صَدْرِہٖ مِنْ غِلٍّ وَاَبْدِلْہُ اِیْمَانًا۔ اے اللہ! اس کے دل میں جو کینہ ہے اس کو نکال دے اور اسے ایمان سے بدل دے۔ (المستدرك للحاکم کتاب معرفة الصحابة۔ مناقب عمر۔ باب دعاء ہ علیه الصلوٰة والسلام فی حق عمر)

حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے متعلق متعدد روایات ملتی ہیں اور ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دیکھو حضرت عمر سے دنیا کو کتنا بڑا فائدہ پہنچا۔ ابو جہل نے کوشش کی کہ کوئی ایسا شخص تلاش کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے بہادر اور دلیر مشہور تھے۔ دونوں نے مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ عمر رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا نعوذ باللہ من ذلک۔ اور دونوں کا ایک معاہدہ ہوا جس پر دونوں نے دستخط کئے۔ عمر نے جو اس رات صحابی ابھی نہیں ہوئے تھے اور ابو جہل نے۔ یہ جو اقتباس ہے اس کو غلطی سے میں نے حدیث کے طور پر بیان کیا ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے اپنے الفاظ ہیں، حضرت عمرؓ کے توبہ کرنے کا واقعہ درج ہے۔ اب میں دوبارہ پڑھتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کیا ہیں۔

"حضرت عمر سے دیکھو کس قدر فائدہ پہنچا۔ ایک زمانہ میں یہ ایمان نہ لائے تھے اور چار برس کا توقف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ خوب مصلحت سمجھتا ہے کہ اس میں کیا سرّ ہے"۔ بار بار رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کے باوجود اتنا توقف کیوں ہوا یہ مراد ہے۔ "ابو جہل (بدبخت) نے کوشش کی کہ کوئی ایسا جابر شخص تلاش کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دے"۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک وقت رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کے لئے جاتے ہیں دوسرے وقت میں وہی عمر اسلام کی خاطر خود ہی شہید ہو جاتے ہیں۔ بہر حال جب ان کا معاہدہ ابو جہل سے تو اس کے بعد آپ کو تلاش شروع ہوئی رسول اللہ ﷺ کہاں کہاں جاتے ہیں، کس وقت اکیلے مل سکتے ہیں۔ جب لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ جا کر رات کے وقت اکیلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر بہت دعا کرتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ خانہ کعبہ جا کر چھپ گئے۔ اتنے میں آواز آنی شروع ہوئی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ. یہ رسول اللہ ﷺ کی آواز تھی۔ حضرت عمر نے یہ آواز سنی تو اور بھی زیادہ احتیاط سے چھپ کر بیٹھ گئے کہ جب آپ سجدہ کی حالت میں ہونگے تو میں تلوار مار کر آپؐ کو ہلاک کر دوں گا۔ آپ نے آتے ہی نماز شروع کر دی۔ پھر اس کے آگے کے واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عمر کی اپنی روایت سے لئے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی روایت یہ ہے کہ: "میں نے دیکھا کہ۔ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں اس قدر رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں کہ مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ کہتے ہیں یہ الفاظ مجھے یاد ہیں رسول اللہ ﷺ یہ عرض کر رہے تھے سجدہ میں سَجَدَ لَکَ رُوْحِیْ وَ جَنَانِیْ۔ اے میرے مولیٰ! میری روح اور میرے دل نے بھی تجھے سجدہ کیا ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ میں دعائیں سنتا تھا تو میرا جگر پاش پاش ہو رہا تھا اور میرے ہاتھ سے حق کی ہیبت کی وجہ سے تلوار چھوٹ کر گر گئی۔ دراصل تو میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ یہ سچا رسول ہے اور یہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ مگر نفس امارہ کو دیکھو کہ میں دوبارہ غلطی سے پھر اسی ارادہ پر قائم ہو گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو کے چلے تو میں چپکے چپکے پیچھے چلا۔ میرے پاؤں کی آہٹ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو میرے پیچھے آ رہا ہے۔ اس پر عمر نے کہا میں ہوں عمر۔ اس وقت حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! نہ تو رات کو پیچھا چھوڑتا ہے نہ دن کو۔ کہتے ہیں اس وقت مجھے رسول اللہ ﷺ کی روح کی خوشبو آئی اور میری روح نے محسوس کیا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے بددعا نہ کریں۔ میں نے کہا اے حضرت میرے لئے بددعا نہ کرنا۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ دراصل وہی گھڑی میرے اسلام لانے کی گھڑی تھی۔

آخری الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے اس بارہ میں یہ ہیں: "اب سوچو کہ اس تضرّع اور بکا میں کیسی تلوار مخفی تھی کہ جس نے عمر جیسے انسان کو جو قتل کے لئے معاہدہ کر کے آتا ہے آپ کی ادا کا شہید کر لیا"۔ (ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۴۲۴، ۴۲۵)